حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں

تحریر: علامہ محمد عبد المعبود صاحب راولپنڈی

فخر الاماثل، رأس الاتقیا، غوث صمدانی، قطب یزدانی، سید السادات حضرت مولانا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہٗ ہمارے مرشد قطب الزماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ اسرارہٗ کے شیخ، مربی اور محسن تھے۔ حضرت لاہوری ان کی جلالت قدر اور شان استغنا کا ایمان افروز تذکرہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت امروٹی کی زندگی فاقہ مستی کے اعتبار سے اصحاب صفہ کی زندگی کا عکس جمیل اور مظہر اتم تھی۔ اگر لنگر میں اللہ تعالیٰ نے کچھ بھیج دیا تو ساری جماعت کی وہی شبانہ روز کی خوراک تھی، بسا اوقات فاقہ ہی سے سابقہ پڑتا۔ بسا اوقات سوکھی روٹیاں دستر خوان کی زینت ہوتیں، مرشد لاہوری اپنے مربی کے فقر و استغنا کی منظر کشی حیرت افزا پیرایہ میں کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بعض مرتبہ ستوؤں کی قسم کی خوراک ملتی تھی جس میں پانی زیادہ ہونے کے باعث ستارے بھی نظر آتے تھے اور اس کا نام تارہ پلاؤ ہوتا تھا۔"

اللہ! تیری قدرت پر قربان جاؤں قطب الاقطاب کی زیر تربیت عشاق کی جماعت جو ساری کائنات سے بیگانہ ہو کر تسلیم و رضا کی منازل طے کر رہی تھی لیکن کھانے کو نانِ جویں بھی میسر نہ تھی۔

بر در میکدہ آں مرد قلندر باشد
کہ ستاند و دہد تاج شہنشاہی را

تاج الاولیاء، قطب الاقطاب حضرت امروٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامات

بزرگ تھے۔ ان کی خرق عادات و کرامات بے حد مشہور تھیں تحریک ریشمی رومال کے زمانہ میں امروٹ شریف تحریک کا زبردست مرکز تھا اور جہاد آزادی کی مکمل تیاری تھی۔ آپ کی خدمت اقدس میں بھی ریشمی خط آیا تھا۔ انتہائے راز کے بعد آپ کو گرفتار کر کے کراچی میں پس دیوارِ زنداں بھیج دیا گیا۔ کمشنر کی کوٹھی کو سب جیل کا درجہ دے کر آپ کو وہاں نظر بند کر دیا گیا۔ خدائے ذوالمنتقم کی قدرت کا کرشمہ کہ انگریز کمشنر کی میم عتاب خداوندی کا شکار ہو گئی اور اچانک آشوب چشم کی اذیت ناک حیف میں مبتلا ہو گئی۔ درد کیا تھا قہر خدائے ذوالجلال تھا۔ درد کی شدت سے چیختی چنگاڑتی اور فرش پر لوٹ پوٹ ہوتی تھی۔ کراچی کے تمام ماہر ڈاکٹروں نے سر توڑ کوشش کی، لیکن

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کمشنر کے ایک مسلمان خانساماں نے اسے حضرت امروٹی کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کرانے کا مشورہ دیا مرتا کیا نہ کرتا وہ مجبوراً آپ کی خدمت میں آیا اور صورت حال عرض کی، آپ نے اپنے استعمال کے سرمہ میں سے ایک سلائی میم کی آنکھوں میں لگانے کے لیے دے دی سلائی پھیرتے ہی درد کافور ہو گیا۔ اور آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کارکشا و کارساز

کمشنر اس محیر العقول واقعہ سے بے حد متاثر ہوا اور حضرت کی رہائی کا حکم جاری کر دیا۔

آنکہ بخشد بے یقیناں را یقین   آنکہ سرزد از سجود او زمیں
آنکہ زیر تیغ گوید لا الٰہ   آنکہ از خونش بروید لا الٰہ

مرشد لاہوری نے فرمایا:

ایک مرتبہ ایک انگریز کلکٹر حضرت امروٹی کی خدمت میں شرف بازیابی کے لیے حاضر ہوا۔ دوران گفتگو وہ آپ کی جہاد کی تیاری پرانے زمانے کے فرسودہ اسلحہ اور بے سروسامانی پر طنز کرنے لگا۔ یہ سنتے ہی آپ کی رگِ حمیت بھڑک اٹھی، خادم سے فرمایا۔ لنگر میں جائیں اور پیاز کی کوٹھری سے ایک پیاز اٹھا لائیں۔ خادم پیاز لے آیا۔ آپ نے چاقو سے اس کے دو ٹکڑے کر دیے پھر انگریز سے کہا کہ ذرا کوٹھری میں جا کر نظارہ کریں۔ جب وہ پیاز والی کوٹھری میں داخل ہوا، تو یہ دیکھ کر ششدر رہ

گیا کہ پیاز کا سارا ڈھیر کٹا پڑا ہے ۔ آپ نے کلکٹر سے کہا:

"فقیروں کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دے رکھی ہے کہ آپ لوگوں کی گردنیں اسی طرح اتار دیں۔"

حضرت نے ایک مرتبہ جوش میں آکر فرمایا:

"کئی مرتبہ ایسا ارادہ کیا کہ قصر بکنگھم میں جاکر جارج پنجم کی گردن مروڑ دوں، مگر مشیت ایزدی نہ تھی حجاب مانع آجاتا رہا۔"

سیدی و مرشدی شیخ التفسیرؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت امروٹیؒ کا ارشاد تھا:

"میرے ہاتھ کی انگلیوں میں (یعنی دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے میں) اس قدر زبردست طاقت ہے کہ انگریز کی توپ میں اتنی طاقت نہیں۔"

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضاء لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرت لاہوری بیان فرماتے تھے کہ:

"ایک مرتبہ حضرت قطب الاقطاب حضرت امروٹیؒ ذکر میں مشغول تھے کہ ایک انگریز افسر ملاقات کے لیے آیا اس نے آپ کو ذکر کرتے دیکھا تو احتراماً پیچھے کے پیچھے بیٹھ گیا۔ کہ جب ذکر سے فراغت ہوگی تو عرض و معروض کروں گا۔ حضرت جلال میں آگئے اور اسے دیکھے بغیر فرمایا "کتے دفع ہو جا"۔

حضرت امروٹیؒ انگریز کے سخت خلاف تھے اور ان کے حالات منکشف بھی ہو جاتے تھے۔

حضرت لاہوری بیان کرتے تھے۔

"ایک مرتبہ ایک آدمی نے اذان دی، اس کی آواز بے حد دلکش، تھی سریلی اور بلند تھی اور وہ شخص باریش متشرع تھا۔ مگر اذان سن کر حضرت کا قلب اطہر بیچین ہو گیا آپ نے فرمایا "میرے پاس لاؤ اس بدبخت کو جس نے اذان کہی ہے" خدام حیران تھے کہ یہ شرع کا پابند خوش الحان شخص ہے خدا جانے حضرت کیوں اس سے خفا ہیں جب اسے حضرت کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے اسے سخت سست کہا اور داڑھی

کو پکڑ کر جو کھینچا تو وہ الگ ہو گئی، تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ انگریز تھا اور سی آئی ڈی کا آدمی تھا"۔

حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے حضرت امروٹی کی نظیر نہ تب تھی نہ اب ہے۔

"ایک دفعہ ایک انسپکٹر پولیس آپ کے ہاں آیا۔ اور عرض کی حضرت کپتان پولیس نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کی سواری کا گھوڑا قیمتاً مجھے دے دیں، فرمانے لگے کہ تمھیں خدا کی قسم ہے جس طرح ان کا پیغام مجھ کو دیا ہے۔ اسی طرح میرا پیغام بھی ان کو پہنچا دینا میں نے گھوڑے جہاد کے لیے رکھے ہیں۔ اور جہاد انگریزوں سے کروں گا۔ تم تو گھوڑا مانگتے ہو۔ میں تو تم کو اپنا اور اپنے گھوڑوں کا پیشاب بھی آنکھ میں ڈالنے کے لیے نہیں دے سکتا۔

حضرت بیان کرتے تھے۔

" امروٹ شریف کا رہنے والا ایک سکھ حضرت ممدوح کے ساتھ سخت کینہ اور بغض وعناد اور عداوت رکھتا تھا۔ موصوف کی شان میں بدکلامی اور بدزبانی اس کا شیوہ تھا حضرت کے ایک مرید نے تنگ آکر اسے قتل کر دیا اور خود گرفتاری پیش کر دی۔ مقدمہ چلتا رہا، گواہیاں اور واقعات اس کے خلاف تھے ادھر حضرت امروٹیؒ علالت کے باعث صاحب فراش تھے انھیں بتایا گیا کہ فلاں تاریخ اس مقدمہ کا فیصلہ سنایا جائے گا اور حالات دلالت کرتے ہیں کہ ہمارے آدمی کو سزائے موت ہو جائے گی کیونکہ جج انگریز ہے اور مسلمانوں کے ساتھ عداوت اس کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس دن فیصلہ سنایا جانا ہو مجھے کچہری لے چلیں اور اس جج کے کمرے کے باہر میری چارپائی رکھ دیں۔

چنانچہ حضرت کے خدام نے تاریخ مقررہ پر حضرت کو کچہری پہنچا دیا۔ جج کا ہمیشہ سے معمول تھا کہ وہ مقدمات کے فیصلے گھر سے لکھ کر لاتا تھا۔ اس مقدمہ کا فیصلہ بھی گھر سے لکھ کر لایا تھا اور اس نے سزائے موت کا تہیہ کر چکا تھا جس وقت عدالت میں فیصلہ سنانا شروع کیا اور "سزائے موت" کے الفاظ پر پہنچا تو کاغذ پر یہ الفاظ نہ دارد، جگہ خالی اور صاف تھی جج کے پاؤں تلے سے زمین

نکل گئی وہ سٹپٹایا اور حیرت واستعجاب کے عالم میں سر پیٹ کر رہ گیا۔ عبارت کو ادھر ادھر سے بار بار پڑھتا ہے لیکن سزائے موت کے الفاظ نہیں ملتے۔ اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ سوچ کی موج میں گم ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے جو فیصلہ لکھ کر لایا تھا وہ کیسے اور کیونکر مٹ گیا۔ جبکہ مقدمہ کی فائل میں خود گھر سے لایا ہوں۔ بالآخر مجبور و بےبس ہو کر ملزم کی باعزت رہائی کا فیصلہ سنانا پڑا۔

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے　　　آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے

حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا کرتے تھے۔

"حضرت امروٹیؒ ایک مرتبہ نماز ادا کرنے مسجد تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک شتربان دیکھا جو اونٹ کو چارہ کھلا رہا تھا حضرت نماز سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو شتربان کو اسی حالت میں دیکھ کر جلال میں آگئے اور فرمایا "اس باپ کو گھاس کھلا رہے ہو اور نماز کی پرواہ نہیں کی نکل جاؤ میری حدود سے"۔

چنانچہ وہ بلا حیل حجت خاموشی کے ساتھ اونٹ پکڑ کر گاؤں کی حدود سے باہر نکل کر ویرانہ میں جا بیٹھا۔ حضرت کے معتوب شخص کا تعاون کرنے کی کسی میں ہمت نہ تھی اگر اسے کہیں سے تھوڑا بہت کھانا پانی مل جاتا تو کھا پی لیتا ورنہ بھوکا پیاسا وہیں پڑا رہتا۔ اسی کسمپری کی حالت میں اس نے ایک زمانہ گزار دیا۔ جب حضرت موصوف کی علالت سفرِ آخرت کی نشاندہی کرنے لگی تو کسی آدمی نے ہمت کر کے عرض کی، "حضرت اس ساربان کی خطا معاف فرمادیں وہ تو خورد و نوش کے بغیر اذیت ناک زندگی گزار رہا ہے" حضرت نے اس کی حالتِ زار پر رحم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "واپس آجائے" اس طرح اسے پھر سے نئی زندگی حاصل ہوگئی اور وہ گاؤں میں آباد ہوگیا۔

مرشد لاہوری اس واقعہ کو بیان کر کے فرمایا کرتے تھے کہ ایک وقت کی نماز نہ پڑھنے پر اللہ والے نے اس شخص کو اپنی قلمرو سے نکال دیا تھا اور جو لوگ نماز کی پرواہ ہی نہیں کرتے وہ اپنا انجام سوچ لیں وہ مالک حقیقی پھر ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔

اِک شرع مسلمانی، اِک جذب مسلمانی　　　ہے جذب مسلمانی، سِرِّ فلک الافلاک

اے رہرو فرزانہ بے جذب مسلمانی　　　نے راہِ عمل پیدا، نے شاخِ یقیں نمناک

حضرت لاہوری فرماتے ہیں

"قطب الارشاد حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کہیں سے کوئی تحفہ ہدیہ آتا تو اسے حاضرین مجلس میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے اگر کبھی خربوزہ آتا تو اسے کاٹ کو مجلس میں بانٹ دینے کا ارشاد فرماتے اور تھوڑا سا خود بھی تناول فرما لیتے۔ ایک مرتبہ خربوزہ آیا خادم کو کاٹنے کا ارشاد فرمایا اور پھر خود ہی تناول فرمانا شروع کر دیا، خدام کو نہ دیا انہیں تعجب ہوا کہ خلاف معمول آج حضرت نے کسی کو خربوزہ کیوں نہ دیا۔ اور سارا خود تناول فرما لیا مگر لب کشائی موجب بے ادبی تھی گویا زیر لب یہ سوال سب کیا چاہتے تھے۔

آخر حضرت نے ایک قاش خادم کو عنایت فرمائی۔ اس نے جیسے ہی منہ میں ڈالی تو فوراً تھوکنے لگا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کیا ہو گیا ہے؟ خادم کہنے لگا حضرت یہ تو سخت کڑوا ہے اس پر حضرت نے فرمایا کہ اللہ کریم ہمیشہ میٹھا خربوزہ دیتا رہا ہے آج اس نے کڑوا بھیج دیا ہے میں نے خیال کیا کہ یہ تو کفران نعمت ہوگا کہ میٹھا خندہ پیشانی سے کھا لیا جائے اور کڑوا رد کر دیا جائے۔ اسی لیے میں خود کھاتا رہا پھر یہ خیال بھی دامن گیر ہوا کہ حاضرین کو نہ ملا تو وہ سمجھیں گے حضرت سارا ہی کھا گئے اور ہمیں محروم رکھا۔ یہ بھی خیال آتا تھا کہ کڑواہٹ کی وجہ سے دوسرے لوگ نہیں کھائیں گے اس لیے صرف خادم کو حقیقت حال سے آگاہی کی خاطر ایک قاش دے دی ہے۔

تکیۂ شکر کا بھی اٹھا ہوا ہے دشوار   گردن اس درجہ جھکا دی تیرے احسانوں نے

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعًا فرماتے ہیں:

حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر میں کھجوروں کے درخت تھے دار الحفاظ کے بچے کچی کھجوریں توڑ کر کھاتے تھے ایک دن ایک شخص نے ان کی شکایت کی تو حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک خادم سے فرمایا۔ اللہ دِتایا! ان بدمعاشوں کو پکڑ لاؤ میں ان کو سزا دوں۔ وہ جاہل مطلق تھا، مگر صحبت میں رنگ چڑھا ہوا تھا بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا کہ حضرت سب سے بڑا بدمعاش تو میں ہوں۔ اس طرح اس نے حضرت کی طبیعت کا رخ پھیر دیا۔

حضرت لاہوری فرماتے تھے۔ یہ اللہ والوں کی صحبت اور تربیت کا اثر تھا کہ اللہ والوں کے غصّہ کو رفع کرنے کے لیے اپنے آپ کو بدمعاش کہہ دیا۔

حضرت شیخ التفسیر قدس سرہٗ العزیز بیان فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت امروٹی برد اللہ مرقدہ لاہور تشریف لائے اور فرمایا "لاہور کی سیر کراؤ" میں نے سیر کا انتظام کیا۔ اور سب سے پہلے شاہدرہ میں جہانگیر کا مقبرہ دیکھنے گئے حضرت وہاں پہنچے تو قبر کے پاس بیٹھے اور پھر بیٹھ ہی گئے، بہت دیر تک مراقبہ میں رہے، پھر فارغ ہونے کے بعد فرمایا "جہانگیر عذاب میں مبتلا تھا اب اللہ نے اس پر فضل فرما دیا" اس کے بعد کہیں دوسری جگہ جانے کا وقت ہی نہ رہا۔

حضرت لاہوری فرماتے تھے کہ جہانگیر کی خوش بختی ہے کہ کئی سو سال عذاب میں مبتلا رہنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کا ذریعہ بنایا اور ایک اللہ والے کو یہاں بھیج دیا۔

حضرت فرماتے تھے!

"حضرت امروٹی آخری وقت علالتِ شدیدہ میں مبتلا تھے اور ان کا ایک سچا عاشق سکھر دوا لینے گیا ہوا تھا۔ حضرت نے اچانک فرمایا "کوئی ہے جو میری جگہ جان دے دے" حاضرین میں سے کسی نے جواب نہ دیا، اس کے فوراً بعد حضرت کا انتقال ہو گیا۔

حضرت لاہوری فرماتے تھے جو اصلی عاشق تھا وہ تو موجود نہ تھا اگر موجود ہوتا تو کہہ دیتا کہ میری جان حاضر ہے۔ ان اوصاف جمیلہ کے مالک اللہ والے اب کہاں ملیں گے کسی نے کیا خوب کہا ہے!

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہو جس کی حسرت و غم
اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم

بقیہ: کیا سنت نبوی واجب العمل اور . . . .

رہی یہ بات کہ حدیثِ نبویؐ کا کیا مقام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی احکام کی توضیح تحدید، تعیین اور تشکیل کس طرح فرماتے تھے اجتہادِ نبوت اور اجتہادِ مجتہدین میں کیا فرق ہے یہ ایک الگ بحث ہے۔ انشاء اللہ بشرط توفیق اس کے متعلق آئندہ لکھوں گا۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ